بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ

مختار ابن ابی عبید ثقفی رحمۃ اللہ علیہ

صحابی رسولؐ، یا مدعی نبوت؟

شیعہ اور اہل سنت کی نگاہ سے

مختارؒ کی شخصیت کے بارے میں بحث

نام کتاب	:	**حضرت امیر مختار** رحمۃ اللہ علیہ
تحقیق	:	مولانا سید زین الحسنین زیدی
پیشکش	:	قنبر زیدی
اشاعت اوّل	:	۲۰ر نومبر ۲۰۱۹ء
کمپوزنگ	:	کاظمین
تعداد	:	ایک ہزار
ہدیہ	:	فی سبیل اللہ عزوجل تعالیٰ

ملنے کا پتہ

سبیل سکینہؑ (ڈی ایم ایف) پاکستان

اسلامک کلچر اینڈ ریسرچ سینٹر، ایف بی ایریا کراچی

رابطہ: 03332000464

WWW.SHIANEALI.COM

WWW.ZIARAAT.COM

ایک مرتبہ سورۂ حمد

اور تین مرتبہ سورۂ اخلاص

برائے ایصالِ ثواب

سیّد وصی حیدر زیدی

ابنِ

سیّد حسین احمد زیدی

وجملہ مومنین ومومنات

شہدائے ملتِ جعفریہ

فہرستِ مضامین

مقدمہ

ایرانی ٹی وی پر مختار نامہ کے نام سے ٹیلی کاسٹ ہونے والی سیریز کے بعد، اس میں عبداللہ ابن زبیر کے حقیقی کردار کو دکھانے اور مختار کو ایک شجاع، باہمت اور محبّ اہل بیت علیہم السلام انسان دکھانے پر، بعض وہابیوں نے غم و غصے کا اظہار کیا ہے اور حتی بعض نے تو اس سیریز کے دیکھنے کو حرام قرار دیا ہے۔

اس تحریر میں شیعہ اور اہل سنت کی نگاہ سے مختار کی شخصیت کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔ اسی وجہ سے سب سے پہلے ہم مختار کے بارے میں وہابی علماء کے اقوال کو ذکر کریں گے۔ ان اقوال کو پڑھ کر آپ کو معلوم ہو گا کہ وہابیوں نے ہر ممکن و ناممکن، جائز اور ناجائز کوشش کی ہے تا کہ مختار کو ایک جھوٹا اور نبوت کا دعوے دار شخص ثابت کر سکیں۔

پھر اسکے بعد مختار کی شخصیت کے بارے میں علمائے شیعہ کے اقوال کو ذکر کریں گے۔
البتہ شیعوں کے درمیان بھی زمانہ قدیم سے مختار ابن أبی عبید ثقفیؒ کے بارے میں مختلف اقوال پائے جاتے ہیں، لیکن اکثر شیعہ علماء اور اہل بیت کی پیروی کرنے والوں کا، مختار کی تعریف کے بارے میں اہل بیت سے نقل ہونے والی روایات کی روشنی میں، مثبت کردار ذہن میں آتا ہے اور ان سب نے مختار کے امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں سے انتقام لینے کی وجہ سے، اسکی بہت تعریف بیان کی ہے۔

سب سے پہلے تاریخ اسلام کی اس مظلوم اور مجہول شخصیت کے خاندانی حسب و نسب کو ذکر کیا جا رہا ہے۔

مختار کا خاندانی پس منظر

والد مختار، ابوعبید، مشہور صحابی

مختار اور اسکے قبیلے کے بارے میں مؤرخین نے بہت تفصیل سے کتب میں لکھا ہے کہ ان سب کو یہاں پر ذکر کرنا ممکن نہیں ہے۔ ان تمام مطالب کا خلاصہ یہ ہے کہ:

مختار، ابوعبید ثقفی کا بیٹا ہے۔ وہ ہجرت کے پہلے سال شہر طائف میں عرب کے ایک مشہور قبیلے ثقیف میں، دنیا میں آیا۔ ثقیف قبیلے نے جنگ حنین کے بعد اسلام کو قبول کیا تھا۔ قبول اسلام کے بعد اس قبیلے کے بزرگان اور مختار کے والد نے اسلام کی ترقی کے لیے بہت جد و جہد کی تھی۔

هُوَ الْمُخْتَارُ بْنُ أَبِي عُبَيْدِ بْنِ مَسْعُودِ بْنِ عُمَيْرٍ الثَّقَفِيُّ وَقَالَ الْمَرْزُبَانِيُّ ابْنُ عُمَيْرِ بْنِ عُقْدَةَ بْنِ عَنَزَةَ كُنْيَتُهُ أَبُو إِسْحَاق.

مختار ابن ابوعبید ابن مسعود ابن عمیر (بضم عین) ثقفی ہے۔ مرزبانی ابن عمیر بن عقدۃ بن عنزہ نے کہا ہے کہ مختار کی کنیت، ابواسحاق تھی۔

(ابن نما الحلی، جعفر بن محمد بن جعفر بن ہبۃ اللہ (متوفی 645ھ)، ذوب النضار فی شرح الثار، ص61، تحقیق: فارس حسون کریم، ناشر: مؤسسۃ النشر ال إسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین بقم المشرفۃ، الطبعۃ الاولی 1416)

ابن اثیر جزری نے کتاب
اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ
میں لکھا ہے کہ

أبو عُبَيد بن مسعود بن عَمْرو ابن عُمَير بن عَوف بن عُقْدَة بن غِيَرَةَ بن عوف ابن ثقيفٍ الثَّقَفِي. والد المختار بن أبي عبيد، ووالد صَفِيّة امرأة عبد الله بن عُمَر، أسلم في عهد رسول الله، ثم إن عمر ابن الخطاب رضى الله عنه استعمله سنة ثلاث عشرة، وسيَّره إلى العراق فى جيش كثيف، فيهم جماعة من أهل بدر، وإليه ينسب الجسر المعروف بجسر أبي عُبَيد، وإنما نسب إليه لأنه كان أمير الجيش فى الوقعة التى كانت عند الجسر، فقتل أبو عُبَيد ذلك اليوم شهيداً. وكانت الوقعة بين الحيرة والقادسية، وتعرف الوقعة أيضاً بيوم قُسِّ الناطف، ويوم المَرْوَحَة. وكان أمير الفرس مُرْدَانشاه بن بهمن، وكانوا جمعاً كثيراً، فاقتتلوا وضَرَب أبو عبيد مُلَمْلَمَةً فيل كان مع الفرس، وقتل أبو عبيد، واستشهد معه من الناس ألف وثمانمائة.

ابوعبید بن مسعود بن عمرو، یہ مختار کا اور عبداللہ ابن عمر کی بیوی صفیہ کا باپ ہے۔ ابوعبید نے رسول خدا کے زمانے میں اسلام لایا تھا، اسکے بعد سن 13 ہجری میں عمر ابن خطاب نے اپنی خلافت میں اسکو عہدہ دیا اور اسکو اہل بدر ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ، عراق کی طرف روانہ کیا۔ ابی عبید کا پل بھی اسی سے ہی منسوب ہے، کیونکہ اس پل کے نزدیک واقع ہونے والی جنگ کا سپہ سالار ابوعبید ہی تھا۔ ابوعبید اسی جنگ میں شہید ہوا اور سرزمین حیرہ اور قادسیہ پر بھی جنگ رونما ہوئی اور یہ جنگ، یوم قُس ناطف اور یوم مروحہ کے نام سے بھی مشہور ہے۔ لشکر فارس کا سپہ سالار مردانشاہ ابن بہمن تھا، اس لشکر نے جنگ کی کہ اس جنگ میں ابوعبید کو اہل فارس کے ہاتھی کی سونڈ پر مارا گیا، جس سے وہ شہید ہو گیا اور اسکے ساتھ 1800 افراد بھی شہید ہوئے۔

(ابن أثیر الجزری، عزالدین بن الأثیر أبی الحسن علی بن محمد (متوفی 630ھ)، أسد الغابة فی معرفة الصحابة، ج6، ص217، تحقیق عادل أحمد الرفاعی، ناشر: دار إحیاء التراث العربی - بیروت/ لبنان، الطبعة: الأولی، 1417ھ-1996م.)

لہذا شیعہ اور اہل سنت کے مؤرخین کے نزدیک ابوعبید ایک بزرگ صحابی تھا کہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مسلمان ہوا تھا اور اس زمانے میں دنیائے عرب کا بہت شجاع اور نامور جنگجو شمار ہوتا تھا۔

اہل سنت کے مؤرخین نے ابو عبید ثقفی کے بارے میں ان الفاظ کو ذکر کیا ہے

أسلم أبوه فی حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، کان أبوہ من أجلة الصحابة.

مختار کا والد (ابو عبید) رسول خدا کے زمانے میں اسلام لایا۔
اسکا والد بزرگان صحابہ میں سے تھا۔

مندرجہ ذیل کتب میں ابو عبیدؒ کے بارے میں مطالب کو ذکر کیا گیا ہے

ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء إسماعیل بن عمر القرشی (متوفی 774ھ)، البدایة والنهایة، ج8، ص289، ناشر: مکتبة المعارف بیروت.
ابن عبد البر النمری القرطبی المالکی، ابوعمر یوسف بن عبد اللہ بن عبد البر (متوفی 463ھ)، الاستیعاب فی معرفة الأصحاب، ج4، ص1465، تحقیق: علی محمد البجاوی، ناشر: دار الجیل - بیروت، الطبعة: الأولی، 1412ھ.

ابن أثیر الجزری، عز الدین بن الأثیر أبی الحسن علی بن محمد (متوفی 630ه)،
أسد الغابة فی معرفة الصحابة، ج5، ص 127، تحقیق عادل أحمد الرفاعی،
ناشر: دار إحیاء التراث العربی - بیروت/لبنان، الطبعة: الأولی، 1
1417ه-1996م. الکتبی، محمد بن شاکر بن أحمد (متوفی 764ه)
فوات الوفیات، ج2، ص 501، تحقیق: علی محمد بن یعوض الله/ عادل أحمد عبد الموجود،
دار النشر: دار الکتب العلمیة - بیروت، الطبعة: الأولی 2000م
العسقلانی الشافعی، أحمد بن علی بن حجر ابو الفضل (متوفی 852ه)،
الإصابة فی تمییز الصحابة، ج6، ص 349، تحقیق: علی محمد البجاوی،
ناشر: دار الجیل - بیروت، الطبعة: الأولی، 1412ه-1992م.

مختارؒ کی والدہ

مختار کی والدہ دومة الحسناء بنت وہب ابن عمر نامی ایک بافضیلت خاتون تھی کہ جو اپنے زمانے میں عفت وحیا کی پیکر تھی۔

ابن نمای حلی نے لکھا ہے کہ

وَكَانَ أَبُو عُبَيْدٍ وَالِدُهُ يَتَنَوَّقُ فِي طَلَبِ النِّسَاءِ فَذُكِرَ لَهُ نِسَاءُ قَوْمِهِ فَأَبَى أَنْ يَتَزَوَّجَ مِنْهُنَّ فَأَتَاهُ آتٍ فِي مَنَامِهِ فَقَالَ تَزَوَّجْ دُومَةَ الْحَسْنَاءَ الْحُومَةَ فَمَا تَسْمَعُ فِيهَا لِلَائِمٍ لَوْمَةً فَأَخْبَرَ أَهْلَهُ فَقَالُوا: قَدْ أُمِرْتَ فَتَزَوَّجْ دُومَةَ بِنْتَ وَهْبِ بْنِ عُمَرَ بْنِ مُعَتِّبٍ فَلَمَّا حَمَلَتْ بِالْمُخْتَارِ

قَالَتْ: رَأَيْتُ فِي النَّوْمِ قَائِلًا يَقُولُ:

أَبْشِرِي بِالْوَلَدِ أَشْبَهَ شَيْءٍ بِالْأَسَدِ

إِذَا الرِّجَالُ فِي كَبَدٍ تَقَاتَلُوا عَلَى بَلَدٍ

كَانَ لَهُ الْحَظُّ الْأَشَدُّ

فَلَمَّا وَضَعَتْ أَتَاهَا ذٰلِكَ الْآتِي فَقَالَ لَهَا إِنَّهُ قَبْلَ أَنْ يَتَرَعْرَعَ وَقَبْلَ أَنْ يَتَشَعْشَعَ قَلِيلُ الْهَلَعِ كَثِيرُ التَّبَعِ يُدَانُ بِمَا صَنَعَ وَوَلَدَتْ لِأَبِي عُبَيْدٍ الْمُخْتَارَ وَجَبْراً وَأَبَا جَبْرٍ وَأَبَا الْحَكَمِ وَأَبَا أُمَيَّةَ.

مختار کے والد ایک شریف نسب والی عورت کی تلاش میں تھے۔انکو جب اپنے قبیلے کی عورتوں سے کسی ایک کے ساتھ شادی کرنے کا مشورہ دیا گیا تو، مختار کے والد نے اس سے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک شخص اسکی خواب میں آیا اور اس سے کہا کہ دومۃ الحسناء الحومۃ سے شادی کرو، کیونکہ اس کے ساتھ شادی کرنے سے کوئی بھی تمہاری ملامت نہیں کرے گا۔مختار کے والد نے اس خواب کو جب اپنے رشتہ داروں سے بیان کیا تو انھوں نے کہا: جب ایسا ہے تو اب دومہ بنت وہب ابن عمیر ابن معتب سے شادی کرو۔شادی کے بعد جب مختار کی والدہ حاملہ ہوئی تو اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک کہنے والے نے کہا کہ میں تم کو ایک ایسے بیٹے کی خوشخبری دیتا ہوں کہ جو سب سے زیادہ ایک وحشتناک شیر سے شباہت رکھتا ہے۔

جب لوگ شہروں اور علاقوں کو فتح کرنے میں مصروف ہوں گے تو، اس بیٹے کا اس فتح میں بہت بڑا کردار اور حصہ ہوگا۔

مختار کی ماں نے مختار کو جنم دیا تو، وہی شخص دوبارہ خواب میں آیا اور اسکی ماں سے کہا

کہ: تیرے اس بیٹے کی عمر جب تھوڑی زیادہ ہوجائے گی اور جب اسکی زندگی کے آخری ایام ہوں گے تو اس کا ڈر اور خوف کم ہوجائے گا اور اسکے پیروکار زیادہ ہوجائیں گے اور وہ اپنے عمل کی جزا دیکھ کر رہے گا۔ مختار کی ماں سے مختار، جبر، ابو جبر، ابو الحکم اور ابو امیہ پیدا ہوئے تھے۔

(ابن نما الحلی، جعفر بن محمد بن جعفر بن ہبۃ اللہ (متوفی 645ھ)، ذوب النضار فی شرح الثار، ص 61، تحقیق: فارس حسون کریم، ناشر: مؤسسۃ النشر ال إسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین بقم المشرفۃ، الطبعۃ الاولی 1416)

عالم اہل سنت بلاذری نے بھی کتاب انساب الاشراف میں مختار کی ماں کے بارے میں لکھا ہے کہ

لا یسمع فیہا من لائم لومۃ.

(دومہ) مختار کی ماں کی کسی نے بھی ملامت نہیں کی

(یعنی وہ ایک نیک اور با اخلاق عورت تھی)

(البلاذری، أحمد بن یحیی بن جابر (متوفی 279ھ)، أنساب الأشراف، ج 2، ص 347، طبق برنامہ الجامع الکبیر.)

ولادت مختار، سن یکم ہجری

جس سال رسول خدا (ص) مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے، اسی سال مختار کی ولادت واقع ہوئی، لیکن مؤرخین نے صراحت سے ذکر نہیں کیا کہ ولادت کس مہینے میں ہوئی تھی۔

ابن نمای حلی نے لکھا ہے کہ

وَكَانَ مَوْلِدُهُ فِي عَامِ الْهِجْرَةِ وَحَضَرَ مَعَ أَبِيهِ وَقْعَةَ قُسِّ النَّاطِفِ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً وَكَانَ يَتَفَلَّتُ لِلْقِتَالِ فَيَمْنَعُهُ سَعْدُ بْنُ مَسْعُودٍ عَمُّهُ.

مختار رسول خداؐ کی ہجرت والے سال پیدا ہوا، مختار اپنے والد کے ساتھ 13 سال کی عمر میں کوفہ کے نزدیک، واقعہ قس ناطف میں موجود تھا۔ اس واقعے میں مختار میدان جنگ میں جانا چاہتا تھا، لیکن اسکے چچا سعد ابن مسعود نے اسکو جنگ کرنے سے منع کر دیا۔

(ابن نما الحلی، جعفر بن محمد بن جعفر بن ہبۃ اللہ (متوفی 645ھ)، ذوب النضار فی شرح الثار، ص 61، تحقیق: فارس حسون کریم، ناشر: مؤسسۃ النشر ال إسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین بقم المشرفۃ، الطبعۃ الاولی 1416)

اہل سنت کے علماء نے بھی مختار کی ولادت کو ہجرت کے پہلے ہی سال قرار دیا ہے۔

ابن کثیر نے اپنی دو کتابوں میں ذکر کیا ہے کہ

وممن ولد فی هذه السنة المباركة، وهی الاولى من الهجرة، عبدالله بن الزبير، فكان أول مولود ولد فی الاسلام بعد الهجرة، كما رواه البخاری عن أمه أسماء وخالته عائشة أم المؤمنين ابنتی الصديق رضی الله عنهما. ومن الناس من يقول: ولد النعمان بن بشير قبله بستة أشهر،....

ومن الناس من يقول إنهما ولدا فی السنة الثانية من الهجرة. والظاهر الاول، كما قدمنا بيانه،....

قال ابن جرير: وقد قيل إن المختار بن أبی عبيد وزياد بن سمية ولدا فی هذه السنة الاولى فالله أعلم.

ان میں سے کہ جو ہجرت کے پہلے سال دنیا میں آئے، عبداللہ ابن زبیر، جیسا کہ بخاری نے اسکی ماں اسماء اور خالہ عائشہ سے نقل کیا ہے کہ اسلام میں ہجرت کے بعد سب سے پہلا بچہ جو دنیا میں آیا تھا، وہ عبداللہ ابن زبیر تھا۔

بعض نے کہا ہے کہ:

نعمان ابن بشیر 6 ماہ، عبداللہ ابن زبیر سے پہلے دنیا میں آیا تھا،

اور بعض نے کہا ہے کہ: عبداللہ اور نعمان ہجرت کے دوسرے سال دنیا میں آئے تھے، لیکن ظاہرا پہلا قول صحیح ہے۔

ابن جریر نے کہا ہے کہ کہا گیا ہے کہ:

مختار ابن ابی عبید اور زیاد ابن سمیہ ہجرت کے پہلے سال پیدا ہوئے تھے۔

(ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء إسماعیل بن عمر القرشی (متوفی 774ھ)
السیرۃ النبویۃ، ج2، ص340، طبق برنامہ الجامع الکبیر.)

ابن اثیر جزری نے بھی کتاب الکامل فی التاریخ میں ہجرت کے پہلے سال کے حوادث میں عبداللہ ابن زبیر کی ولادت کو ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ

وقیل إن المختار بن أبی عبید وزیاد بن أبیه ولدا فیها.

کہا گیا ہے کہ مختار ابن ابی عبید اور زیاد ابن سمیہ ہجرت کے پہلے سال دنیا میں آئے تھے۔

(ابن أثیر الجزری، عز الدین بن الأثیر أبی الحسن علی بن محمد (متوفی 630ھ) الکامل فی التاریخ، ج2، ص9-10، تحقیق عبد اللہ القاضی، ناشر: دار الکتب العلمیة - بیروت، الطبعة الثانیة، 1415ھ.)

صفات اخلاقی مختار ابن ابی عبید

مختار کے خاندانی حسب ونسب کو نظر میں رکھتے ہوئے،

مختار میں حامی ولایت، دیندار، شجاعت، سخاوت، ایثار، فداکاری، بلند ہمتی، صادق، امین اور جنگ میں خاص مہارت رکھنے جیسی اعلی صفات پائی جاتی تھیں۔

ابن نمای حلی نے مختارؒ کی صفات کے بارے میں لکھا ہے کہ

فَنَشَأَ مِقْدَاماً شُجَاعاً لَا يَتَّقِي شَيْئاً وَتَعَاطَى مَعَالِيَ الْأُمُورِ وَكَانَ ذَا عَقْلٍ وَافِرٍ وَجَوَابٍ حَاضِرٍ وَخِلَالٍ مَأْثُورَةٍ وَنَفْسٍ بِالسَّخَاءِ مَوْفُورَةٍ وَفِطْرَةٍ تُدْرِكُ الْأَشْيَاءَ بِفَرَاسَتِهَا وَهِمَّةٍ تَعْلُو عَلَى الْفَرَاقِدِ بِنَفَاسَتِهَا وَحَدْسٍ مُصِيبٍ وَكَفٍّ فِي الْحُرُوبِ مُجِيبٍ وَمَارَسَ التَّجَارِبَ فَحَنَّكَتْهُ وَلَابَسَ الْخُطُوبَ فَهَذَّبَتْهُ.

مختار نے اس حال میں پرورش پائی کہ وہ بہت بہادر اور نڈر انسان تھا، وہ اپنی بلند ہمتی کے ساتھ ہمیشہ بلند ہمت کام انجام دیتا تھا، وہ عقلمند اور حاضر جواب تھا، سخاوت اور صداقت میں بے مثال تھا، اپنی ذہانت اور دوراندیشی سے کاموں کو سمجھ لیا کرتا تھا، وہ آئندہ واقع ہونے والے کسی بھی کام کے اندازہ لگانے اور جنگ کرنے میں بہت طاقتور تھا۔

(ابن نما الحلی ،جعفر بن محمد بن جعفر بن ہبۃ اللہ (متوفی 645ھ)، ذوب النضار فی شرح الثار، ص 61، تحقیق: فارس حسون کریم، ناشر: مؤسسۃ النشر ال اسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین بقم المشرفۃ، الطبعۃ الاولی 1416)

ابن نما کے کلام کی تصدیق کرنے کے لیے امیر مؤمنین علیہ السلام کا فرمان ہی کافی ہے کہ جب مولا نے مختار کو اس کے بچپن کے زمانے میں اپنے زانو پر بیٹھایا اور کہا: اے ذہین، اے ذہین۔

کشّی نے اپنی علم رجال کی کتاب میں نقل کیا ہے کہ

جبرئيل بن أحمد قال حدثني العنبري قال حدثني علي بن أسباط عن عبد الرحمن بن حماد عن علي بن حزور عن الأصبغ قَالَ: رَأَيْتُ الْمُخْتَارَ عَلَى فَخِذِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَهُوَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ وَيَقُولُ: يَا كَيِّسُ يَا كَيِّسُ.

اصبغ ابن نباتہ نے نقل کیا ہے کہ:

میں نے مختار کو دیکھا کہ وہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے زانو پر بیٹھا ہوا تھا اور مولا امیر اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیر رہے تھے اور ساتھ ساتھ اس سے فرما رہے تھے کہ اے ذہین اے ذہین۔

(الطوسی، الشیخ الطائفۃ أبی جعفر، محمد بن الحسن بن علی بن الحسین (متوفی 460ھ)، اختیار معرفۃ الرجال المعروف

برجال الکشی، ج1، ص341، رقم201، تصحیح وتعلیق: المعلم الثالث میرداماد الاستر بادی، تحقیق: السید مہدی الرجائی، ناشر: مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام، قم، تاریخ الطبع: 1404ھ)

اہل فارس کے ساتھ جنگ میں مختار کے والد کے دنیا سے جانے کے بعد، مختار اپنے چچا کی زیر کفالت پروان چڑھا اور اس نے بہت سی اخلاقی اور انسانی صفات کو اپنے چچا سے ہی سیکھا تھا۔ اس کا چچا امیر المؤمنین علی علیہ السلام کا بہت اچھا محب اور پیروکار تھا۔

اہل سنت کے اقوال کے برخلاف، مختار بچپن سے ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت علیہا السلام کا عاشق و دلدادہ تھا اور معاویہ (لع) کے زمانے میں اہل بیت کے فضائل کی ترویج اور تبلیغ کے لیے بہت کام کیا کرتا تھا۔

ابن نما حلی نے لکھا ہے کہ

ثم جعل يتكلم بفضل آل محمد وينشر مناقب علي والحسن والحسين عليهم السلام ويسير ذلك ويقول إنهم أحق بالأمر من كل أحد بعد رسول الله ويتوجع لهم مما نزل بهم.

پھر مختار نے آل محمد علیہم السلام کی فضیلت کے بارے میں کلام کیا اور لوگوں کے درمیان حضرت علی، امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کے فضائل اور مناقب پھیلایا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد انکے اہل بیت علیہم السلام ہی مقام خلافت کے لیے سب سے زیادہ مناسب ہیں۔

(ابن نما الحلی، جعفر بن محمد بن جعفر بن ہبۃ اللہ (متوفی 645ھ)، ذوب النضار فی شرح الثار، ص61،

تحقیق: فارس حسون کریم، ناشر: موٴسسۃ النشر ال اِسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین بقم المشرفۃ، الطبعۃ الاولی1416)

نتیجہ:

مختار ایک ایسے خاندان میں دنیا میں آیا تھا کہ جو اسلام لانے سے پہلے قبیلہ ثقیف کا بزرگ خاندان شمار ہوتا تھا اور اسلام لانے کے بعد بھی مختار کا دیندار اور شجاع دادا اس قبیلے کا بزرگ تھا کہ جس نے اسلام کی ترقی کے لیے بہت کوششیں کیں تھیں اور اس خاندان کے بہت سے افراد مرتے دم تک اسلام اور اہل بیت علیہم السلام کی حمایت کرنے میں ثابت قدم رہے۔

خود مختار نے بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے امام حسین علیہ السلام، انکے اہل وعیال اور اصحاب کے مقدس و مظلوم خون کا بدلہ لینے کے لیے بہت سے ظالم افراد سے جنگ اور مقابلہ کیا اور بہت ہی کم مدت میں اس نے امام حسین علیہ السلام اور انکے اصحاب کے قاتلوں سے بدلہ لے لیا اور انکو انکے مظالم کے انجام تک پہنچا دیا، اور آخر میں خود یہ عظیم محب اہل بیت، امیر المومنین علی علیہ السلام کے دشمنوں میں سے ایک ناصبی دشمن کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔

فصل اول

اہل سنت کا مختار کی تائید اور تصدیق کرنا

وہابی ناصبیوں نے مختار کی، دشمن اہل بیت عبد اللہ ابن زبیر سے جنگ اور دشمنی کرنے کیوجہ سے، اسکو ایک جھوٹا، مدعی نبوت اور اپنے اوپر وحی کے نازل ہونے کا دعوی کرنے والا انسان کہا ہے۔ اسی بارے میں ابن تیمیہ، ابن کثیر اور انکے ہمفکروں کے اقوال کو فصل

دوم میں ذکر کیا جائے گا۔ وہابی ناصبیوں نے مختار کے بارے میں ایسی غلط اور جھوٹی باتیں کیں ہیں کہ جو اہل سنت کے عقائد سے تضاد رکھتی ہیں، اسی لیے علمائے اہل سنت نے اس بارے وہابیوں کی باتوں کو کلی طور پر ردّ کیا ہے یا انکے اقوال کی تاویل وتوجیہ ذکر کی ہے۔

جو کچھ ابن تیمیہ ناصبی اور اسکے ناصبی پیرکاروں نے مختار کے بارے میں ذکر کیا ہے، وہ اہل سنت کے قطعی اعتقادات کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا، کیونکہ بعد میں ہم ثابت کریں گے کہ اہل سنت کے مطابق مختار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ہے اور اس لیے کہ اہل سنت کے نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ عادل، اولیاء اللہ اور ہر طرح کے عیب ونقص سے پاک ہیں، اسی لیے ابن تیمیہ وغیرہ کی مختار پر جھوٹی تہمتیں، اہل سنت کے عقیدے کے برخلاف ہیں۔

اسکے علاوہ اس فصل میں اہل سنت کی کتب سے بیان کریں گے کہ صحابہ نے مختار کی سالاری میں جنگوں میں شرکت کی، صحابہ مختار کی اقتداء میں نماز ادا کرتے اور اسکی طرف سے دیئے گے ہدایا کو قبول کیا کرتے تھے۔

اب یہاں یہ سوال خود بخود وجود میں آتا ہے کہ مختار کے صحابی ثابت ہونے کے بعد اور اہل سنت کے نزدیک صحابہ کے عظیم وبلند مرتبے پر فائز ہونے کے بعد، کیا پھر بھی مختار پر وہابیوں کی غلط تہمتوں کی جگہ باقی رہ جاتی ہے؟

اب سب سے پہلے اہل سنت کی کتب سے مختار کے صحابی ہونے پر دلائل کو ذکر کیا جائے گا اور بعد میں دوسرے موارد کو بیان کیا جائے گا۔

صحابہ کا مختارؒ کے پرچم تلے جہاد کرنا

مختار کے صحابی ہونے کے علاوہ اور اہل سنت کے نزدیک تمام صحابہ کے تمام نقص و عیب سے پاک ہونے کے علاوہ، بعض صحابہ مختار کے لشکر میں تھے اور حتی بعض صحابہ لشکر مختار میں علمدار بھی تھے۔

ابوالطفیل ،صحابی اور مختار کا علمدار تھا

ابوالطفیل کنانی جو کہ صحابی اور لشکر مختار کا پرچم دار تھا۔ ابتداء میں ابوطفیل کے لشکر مختار کے علمدار ہونے کے بارے میں اہل سنت کے بزرگان کے کلام کو ذکر کرتے ہیں اور پھر اسکے صحابی ہونے کو ثابت کیا جائے گا:

ابن قتیبہ نے ابوطفیل کے صحابی ہونے کا اعتراف کرنے کے بعد لکھا ہے کہ

أبو الطفيل الكناني رضی الله عنه هو أبو الطفيل عامر بن وائلة رأى النبی و كان آخر من رآه موتا ومات بعد سنة مائة وشهد مع علی المشاهد كلها وكان مع المختار صاحب رأيته...

ابوالطفیل کنانی وہی ابوالطفیل عامر ابن واثلہ ہے کہ جس نے رسول خدا کو دیکھا تھا اور وہ آخری صحابی تھا کہ جو دنیا سے گیا تھا، وہ سن 100 ہجری میں فوت ہوا تھا اور اس نے تمام جنگوں میں شرکت کی تھی اور وہ لشکر مختار کا علمدار تھا۔

(ابن قتيبة، أبو محمد عبد الله بن مسلم متوفی 276ھ)، المعارف، ج1، ص99،
تحقیق: دکتور ثروت عکاشة دار النشر: دار المعارف - القاهرة، طبق برنامہ الجامع الکبیر.)

ابن کثیر دمشقی نے بھی کہا ہے کہ

ويقال أنه كان حامل رأيته.

کہا گیا ہے کہ ابوالطفیل لشکر مختار کے پرچم کا حمل کرنے والا تھا۔

(ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء إسماعیل بن عمر القرشی (متوفی 774ھ)، البداية والنهاية، ج9، ص190،
ناشر: مكتبة المعارف بيروت.)

عبد القادر بغدادی نے کہا ہے کہ

وكان من وجوه شيعته وله منه محلٌّ خاص يستغني بشهرته عن ذكره. ثم خرج طالباً بدم الحسين رضى الله عنه مع المختار بن أبي عبيد وكان معه حتّٰى قتل المختار.

ابو الطفیل بزرگان شیعیان علی میں سے تھا، اسکو علی علیہ السلام کے نزدیک ایک خاص منزلت حاصل تھی۔ ابو طفیل نے حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینے کے لیے مختار کے ساتھ خروج کیا اور وہ مختار کے قتل ہونے تک، اسی کے ساتھ تھا۔

(البغدادی، عبد القادر بن عمر (متوفی 1093ھ) خزانة الأدب ولب لباب لسان العرب، ج4، ص39، تحقیق: محمد نبیل طریفی/امیل بدیع الیعقوب، دار النشر: دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة: الأولی، 1998م،)

اہل سنت کے علماء نے جنگوں میں علمداری کے عہدے کو ایک اہم منصب شمار کیا ہے اور اسی کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ابو طفیل لشکر مختار کا علمدار تھا اور مختار کی جنگوں میں یہ ایک اہم ترین منصب تھا۔

ابو طفیل کے لشکر مختار کے علمدار اور قیام مختار میں شریک ہونے کے ثابت کرنے کے بعد اب اہل سنت کے علماء کے اقوال کو ذکر کرتے ہیں کہ جن میں بیان ہوا ہے کہ ابو طفیل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صحابی تھا:

اہل سنت کے بہت ہی مشہور و معروف عالم حاکم نیشاپوری نے کتاب معرفة علوم الحدیث میں ابو طفیل کے صحابی ہونے کو اس طرح سے بیان کیا ہے:

الطبقة الثانية عشرة صبيان وأطفال رأوا رسول الله صلى يوم الفتح وفی حجة الوداع وغيرها وعدادهم فی الصحابة... ومنهم أبو

الطفيل عامر بن واثلة وأبو جحيفة وهب بن عبد الله فإنهما رأيا النبي في الطواف وعند زمزم وقد صحت الرواية عن رسول الله أنه قال: لا هجرة بعد الفتح وإنما هو جهاد ونية.

بارواں طبقہ (اصحاب کا) وہ بچے ہیں کہ جنہوں نے فتح مکہ اور حجۃ الوداع کے دن رسول خدا کو دیکھا تھا، اسی وجہ سے انکو اصحاب کے ساتھ شمار کیا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک ابو الطفیل عامر ابن واثلہ اور ابو جحیفہ وہب ابن عبد اللہ ہیں کہ انھوں نے زمزم کے کنویں کے نزدیک طواف کرتے وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح روایت میں فرمایا ہے کہ:

فتح مکہ کے بعد ہجرت ختم ہو گئی ہے اور بے شک فتح مکہ جہاد اور نیت ہے۔

(الحاكم النيسابوري، أبو عبد الله محمد بن عبد الله (متوفى 405ھ)، معرفة علوم الحديث، ج1، ص24، تحقيق: السيد معظم حسين، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة: الثانية، 1397ھ-1977م)

ابو نعیم اصفہانی نے بھی لکھا ہے کہ

عامر بن واثلة البكري: يكنى أبا الطفيل وهو عامر بن واثلة بن عبد الله بن حميس بن جدي بن سعد بن ليث... مولده عام أحد أدرك من زمان النبي ثمان سنين... آخر من مات من الصحابة...

عامر ابن واثلہ بکری کہ اسکی کنیت ابو طفیل ہے۔۔۔۔۔وہ جنگ احد والے سال پیدا ہوا تھا اور وہ 8 سال تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں موجود تھا۔ وہ آخری صحابی تھا کہ جو دنیا سے رخصت ہوا تھا۔

(الأصبهانی، لأبی نعیم (متوفی 430ھ)، معرفۃ الصحابۃ، ج 4، ص 2067،
دار النشر : طبق برنامہ الجامع الکبیر.)

ابراہیم شیرازی نے
کتاب الطبقات الفقہاء میں لکھا ہے کہ

وکان أبو الطفیل عامر بن وائلۃ رأی النبی آخر من رآہ موتا مات بعد سنۃ مائۃ وکان صاحب رایۃ المختار.

ابو الطفیل عامر ابن واثلہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا اور وہ آخری صحابی تھا کہ جو سن 100 ہجری کے بعد والے سال میں دنیا سے گیا تھا اور وہ لشکر مختار کا علمدار تھا۔

(الشیرازی الشافعی، ابو إسحاق إبراہیم بن علی بن یوسف (متوفی 476ھ)، طبقات الفقہاء، ج 1، ص 34،
تحقیق: خلیل المیس، ناشر: دار القلم - بیروت.)

نووی شافعی نے اہل سنت کے سب علماء کے اتفاق کو نقل کیا ہے کہ ان سب نے کہا ہے کہ دنیا سے جانے والا آخری صحابی ابو طفیل تھا:

وآخرهم وفاة أبو الطفيل عامر بن واثلة رضی الله عنه توفی سنة مائة من الهجرة باتفاق العلماء واتفقوا علی انه آخر الصحابة رضی الله عنهم وفاة.

ابو الطفیل فوت ہونے والا آخری صحابی تھا۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سن 100 ہجری میں فوت ہوا تھا اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ وہ سب صحابہ کے آخر میں فوت ہوا تھا۔

(النووي الشافعي، محيي الدين أبو زكريا يحيى بن شرف بن مر بن جمعة بن حزام (متوفى 676ه)،
تهذيب الأسماء واللغات، ج1، ص44، تحقيق: مكتب البحوث والدراسات،
ناشر: دار الفكر - بيروت، الطبعة: الأولى، 1996م.)

مقالے کے طولانی ہونے کی وجہ سے ابو طفیل کے صحابی ثابت کرنے کے لیے اہل سنت کے علماء کے اتنے ہی اقوال کافی ہیں۔ جیسا کا پہلے ذکر کیا گیا کہ اہل سنت کے نزدیک ہر صحابی عادل اور ہر قسم کے عیب و نقص سے پاک ہوتا ہے۔

اب ابو طفیل بھی جب صحابی ہے تو وہ بھی عادل اور ہر عیب و نقص سے پاک ہوگا، اور اسی ابو طفیل نے مختار کے قیام میں بھی شرکت کی تھی، بلکہ یہ لشکر مختار کا علمدار تھا، پس اس سے واضح اور معلوم ہوتا ہے کہ مختار ایک شریف، اپنی نبوت اور وحی کے نازل ہونے کا دعوی کرنے اور اس جیسی تہمتوں سے پاک انسان ہے۔

ابن عبدالبر مالکی نے ابوالطفیل ایک فاضل اور عاقل انسان قرار دیا ہے

وقد ذكره ابن أبي خيثمة في شعراء الصحابة وكان فاضلا عاقلا حاضر الجواب فصيحا وكان متشيعا في علي ويفضله.

(ابن عبدالبر النمری القرطبی المالکی، ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر (متوفی 463ھ)،
الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، ج4، ص1697،
تحقیق: علی محمد البجاوی، ناشر: دارالجیل - بیروت، الطبعۃ: الأولی، 1412ھ.)

ابوعبداللہ الجدلی، مختار کی پولیس کا نگران تھا ابن حجر نے کتاب تہذیب التہذیب میں اسکے بارے میں لکھا ہے کہ

أبو عبد الله الجدلي الكوفي اسمه عبد بن عبد... وقال النسائي في الكنى ثنا يعقوب بن سفيان ثنا آدم ثنا شعبة ثنا الحكم بن عتيبة سمعت أبا عبد الله الجدلي وكان المختار يستخلفه انتهى. قلت كان بن الزبير قد دعا محمد بن الحنفية إلى بيعته فأبى فحصره في الشعب

وأخافه هو ومن معه مدة فبلغ ذلك المختار بن أبي عبيد وهو على الكوفة فأرسل إليه جيشا مع أبي عبد الله الجدلي إلى مكة فاخرجوا محمد بن الحنفية من محبسه و كفهم محمد عن القتال في الحرم فمن هنا أخذوا على أبي عبد الله الجدلي وعلى أبي الطفيل أيضا لأنه كان في ذلك الجيش ولا يقدح ذلك فيهما إن شاء الله تعالى.

ابوعبداللہ البجلی اہل کوفہ اور اسکا نام عبد ابن عبد ہے...

نسائی نے کتاب کنی میں کہا ہے کہ: میں نے اس بات کو ابوعبداللہ جدلی سے سنا ہے کہ جسکو مختار اپنا جانشین قرار دیا کرتا تھا۔

ابن زبیر نے محمد حنفیہ کو بیعت کرنے کے لیے اپنے پاس بلایا، لیکن اس نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا، اور اسی وجہ سے اس نے محمد حنفیہ کو شعب میں قید کر دیا اور تھوڑے عرصے تک وہ محمد حنفیہ اور اسکے ساتھیوں کو ڈراتا رہا۔ یہ خبر حاکم کوفہ مختار تک پہنچی، اس پر مختار نے ابوعبداللہ جدلی کی سالاری میں ایک لشکر کو مکہ روانہ کیا اور انھوں نے محمد حنفیہ کو قید سے باہر نکالا اور محمد حنفیہ نے انکو حرم امن الٰہی میں جنگ کرنے سے منع کیا، اسی وجہ سے وہ ابوعبداللہ جدلی اور ابوالطفیل پر اعتراض کرتے ہیں، کیونکہ وہ بھی اسی لشکر میں تھا۔

(العسقلاني الشافعي، أحمد بن علي بن حجر ابو الفضل (متوفى 852ھ)، تهذيب التهذيب، ج12، ص165، ش705، ناشر: دار الفكر- بيروت، الطبعة: الأولى، 1404-1984م.)

کتاب الاصابۃ
میں اسکے نام کو صحابہ میں ذکر کیا گیا ہے

10326 أبو عبد الله الجد لی اسمہ عبد بن عبد ذکرہ بن الکلبی .

ابوعبداللہ جدلی، کہ اسکا نام عبد بن عبد ہے۔

(العسقلانی الشافعی، أحمد بن علی بن حجر ابو الفضل (متوفی 852ھ)، ال إصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ج7، ص298، تحقیق: علی محمد البجاوی، ناشر: دار الجیل - بیروت، الطبعۃ: الأولی، 1412ھ - 1992م.)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی مرتضی علیہ السلام
کے اصحاب کی ضمانت پر مختار کا زندان سے رہا ہونا

بعض صحابہ کے لشکر مختار کے علمدار اور بعض صحابہ کے مختار کی پولیس کے نگران ہونے کے علاوہ، بعض صحابہ نے مختار کے ابن زبیر کے زندان سے رہا ہونے کے لیے اسکی ضمانت بھی دی تھی۔

وضاحت:

ابن زبیر کے عاملوں کے ذریعے سے مختار جب کوفہ میں دوسری مرتبہ زندان میں ڈالا گیا تو رسول خدا کے صحابی عبداللہ ابن عمر کی ضمانت پر وہ زندان سے رہا ہو گیا، لیکن عبداللہ

ابن یزید اور ابراہیم ابن محمد، اسکے باوجود کہ عبداللہ ابن عمر نے انکو مختار کی رہائی سلسلے میں خط بھی لکھا تھا، لیکن پھر بھی ان دونوں نے رسول خدا کے بعض صحابہ اور حضرت امیر کے شیعیان سے مختار کی رہائی کے لیے ضمانت مانگی اور انھوں نے بھی مختار کی ضمانت دیدی۔

عالم اہل سنت بلاذری نے کتاب انساب الاشراف میں لکھا ہے کہ

فكتب ابن عمر إليهما:

" أما بعد فقد علمتما الذى بيني وبين المختار بن أبي عبيد من الصهر، وما أنا عليه لكما من الود فأقسمت عليكما بما بيني وبينكما لما خليتما سبيله ". فلما أتى الكتاب عبد الله بن يزيد، وإبراهيم بن محمد دعوا المختار وقالوا: هات بكفلاء يضمونك فضمنه زائدة بن قدامة الثقفي، وعبد الرحمن بن أبي عمير الثقفي، والسائب بن مالك الأشعرى وقيس بن طهفة النهدى، وعبد الله بن كامل الشاكرى من همدان، ويزيد بن أنس الأسدى، وأحمر بن شميط البجلي ثم الأحمسي، وعبد الله بن شداد الجشمي ورفاعة بن شداد البجلي، وسليم بن يزيد الكندى ثم الجوني، وسعيد بن منقذ الهمذاني ثم الثورى أخو حبيب بن منقذ، ومسافر بن سعيد بن عمران الناعطي وسعر بن أبي سعر الحنفي.

ابن عمر نے عبداللہ ابن یزید اور ابراہیم ابن محمد (عاملان ابن زبیر در کوفہ) کو لکھا کہ:
تم لوگ میری مختار ابن ابی عبید کے ساتھ رشتے داری کو جانتے ہو، میں اسکی بہن کا شوہر ہوں، پس تم کو اپنی اور میری دوستی کی قسم ہے کہ مختار کو زندان سے آزاد کر دو۔
جب ابن عمر کا خط انکو ملا تو انھوں نے مختار کو اپنے پاس بلایا اور اس سے کہا کہ:
اپنے ضامن لاؤ کہ جو تمہاری رہائی کے لیے ضمانت دیں، پس زائدہ ابن قدامہ، عبد الرحمن ابن ابی عمیر، سائب ابن مالک اشعری، قیس ابن طہفۃ، عبداللہ ابن کامل، یزید ابن انس، احمر ابن شمیط، عبداللہ ابن شداد، رفاعۃ ابن شداد، سلیم ابن یزید کندی، وغیرہ وغیرہ نے اسکی ضمانت دی۔

(البلاذری، أحمد بن يحيى بن جابر (متوفى 279ه)، أنساب الأشراف، ج2، ص350، طبق برنامہ الجامع الكبير.)

عاملان مختار، امیر المومنین علی علیہ السلام کے مخلص شیعہ تھے

مختار کے بعض عاملان کا صحابی ہونے کے علاوہ، اسکے بعض عامل امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے مخلص شیعہ اور تحریک توّابین کے بعض بزرگان بھی تھے۔ تحریک توّابین کے ان بزرگان نے عین الوردہ کی جنگ میں شکست کھانے کے بعد، مختار کی بیعت کی اور مرتے دم تک اپنی اس بیعت پر ثابت قدم رہے۔

طبری نے ابومخنف کی نقل کے مطابق، انکے ناموں کوذکرکیا ہے

قال [ابو مخنف] ولما نزل المختار داره عند خروجه من السجن اختلف إليه الشيعة واجتمعت عليه واتفق رأيها على الرضا به وكان الذى يبايع له الناس وهو فى السجن خمسة نفر السائب بن مالك الأشعرى ويزيد بن أنس وأحمر بن شميط ورفاعة بن شداد الفتيانى وعبدالله بن شداد الجشمى.

ابومخنف نے کہا ہے کہ: مختار جب زندان سے آزاد ہوگیا تو وہ اپنے گھر آیا۔کوفہ کے شیعہ اسکے پاس آئے اور سب نے مختار کی رائے پر اتفاق کرلیا۔

مختار ایسا شخص تھا کہ جب وہ زندان میں تھا تو پانچ بندوں نے اسکی بیعت کر لی تھی، وہ بندے سائب ابن مالک اشعری، یزید ابن انس، احمر ابن شمیط، رفاعہ ابن شداد فتیانی اور عبداللہ ابن شداد جشمی تھے۔

(الطبری، أبو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب (متوفی 310)، تاریخ الطبری، ج3، ص434، ناشر: دار الکتب العلمیة - بیروت.)

سائب ابن مالک

سائب ابن مالک نے مختار کی بیعت کی تھی اور وہ شیعیان علی میں سے تھا۔ جب ابن زبیر کی طرف سے ابن مطیع کوفے کا حاکم بن کر آیا تو اس نے خطبہ دیتے ہوئے کہا:

مجھے ابن زبیر نے حکم دیا ہے کہ میں تم لوگوں کے درمیان سیرت شیخین (ابوبکر وعمر) اور سیرت عثمان کے مطابق عمل کروں۔

یہ سن کر سائب ابن مالک کھڑا ہوا اور کہا:

فقال: لا نرضى إلا بسيرة علي بن أبي طالب التي سار بها في بلادنا ولا نريد سيرة عثمان وتكلم فيه ولا سيرة عمر وان كان لا يريد للناس إلا خيرا وصدقه على ما قال بعض أمراء الشيعة فسكت الأمير وقال إني سأسير فيكم بما تحبون من ذلك وجاء صاحب الشرطة وهو إياس بن مضارب البجلي إلى ابن مطيع فقال: إن هذا الذي يرد عليك من رؤس أصحاب المختار ولست آمن من المختار فابعث إليه فاردده إلى السجن.

ہم علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی وہ سیرت کہ جو ہمارے شہروں میں رائج تھی، اسی پر ہی ہم راضی ہیں، اور اگر تم لوگوں سے نیک سلوک کرنا چاہتے ہو تو عثمان اور عمر کی سیرت کے بارے میں بات نہ کرو۔

اسکی اس بات کی بعض شیعہ بزرگان نے بھی تصدیق کی اور اس پر ابن مطیع خاموش ہو گیا اور کہا:

جس سیرت کو تم پسند کرتے ہو، میں بھی اسی کے مطابق تمہارے ساتھ عمل کروں گا۔

اسی جگہ پر لشکر کے سالار ایاس ابن مضارب نے ابن مطیع سے کہا:

یہ جو تم پر اعتراض کر رہا ہے، یہ مختار کے دوستوں میں سے ہے اور مجھے مختار پر کوئی اعتماد نہیں ہے، لہٰذا کسی کو مختار کے پیچھے بھیجو تا کہ وہ اسے دوبارہ زندان میں لا کر ڈال دے۔

(ابن كثير الدمشقي، ابوالفداء إسماعيل بن عمر القرشي (متوفى 774ھ)، البداية والنهاية، ج8، ص265، ناشر: مكتبة المعارف بيروت.)

احمد اندلسی نے کتاب العقد الفرید میں بھی سائب ابن مالک کے بارے میں لکھا ہے کہ

ومن أشراف الأشعريين أبو موسى الأشعري عبد الله بن قيس، صاحب النبي ،... ومنهم السائب بن مالك، كان على شرطة المختار وهو الذي قوّى أمره.

اشعریوں کے بزرگان میں سے ابو موسی اشعری عبد اللہ ابن قیس صحابی رسول خدا ہے۔۔۔اور اشعریوں میں سے ایک سائب ابن مالک ہے کہ جو مختار کی پولیس کا مدیر تھا اور اسی نے ہی مختار کی حکومت کو تقویت بخشی تھی۔

(الأندلسي، احمد بن محمد بن عبد ربه (متوفى 328ھ)، العقد الفريد، ج3، ص366، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت/لبنان، الطبعة: الثالثة، 1420ھ-1999م.)

قابل ذکر ہے کہ شیعہ علمائے علم رجال جیسے نجاشی اور شیخ طوسی نے بھی سائب کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے شمار کیا ہے

وكان السائب بن مالك وفد إلى النبي صلى الله عليه وآله وأسلم، وهاجر إلى الكوفة، وأقام بها.

سائب ابن مالک رسول خدا کے پاس آیا اور اسلام لے آیا اور ہجرت کر کے کوفہ چلا گیا اور وہاں ہی رہنے لگا۔

(النجاشي الأسدي الكوفي، ابوالعباس أحمد بن علي بن أحمد بن العباس (متوفى 450ه)، فهرست أسماء مصنفي الشيعة المشتهر برجال النجاشي، ص 82، تحقيق: السيد موسى الشبيري الزنجاني، ناشر: مؤسسة النشر الاسلامي قم، الطبعة: الخامسة، 1416ه.
الطوسي، الشيخ ابوجعفر، محمد بن الحسن بن علي بن الحسن (متوفى 460ه)، الفهرست، ص 68، تحقيق: الشيخ جواد القيومي، ناشر: مؤسسة نشر الفقاهة، چاپخانه: مؤسسة النشر ال إسلامي، الطبعة الأولى 1417)

اسی سائب ابن مالک کو اہل سنت کے علمائے علم رجال نے فرد موثق و قابل اعتماد قرار دیا ہے

352 وسألته عن السائب بن مالك فقال ثقة.

عثمان دارمی نے کہا ہے کہ: میں نے یحیي ابن معین سے سائب ابن مالک کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: وہ ثقہ و قابل اطمینان ہے۔

(یحیي بن معین أبوزکریا (متوفی 233ھ)، تاریخ ابن معین (روایة عثمان الدارمی)، ج 1، ص 115، تحقیق: د. أحمد محمد نور سیف، دار النشر: دار المأمون للتراث - دمشق - 1400)

ابن حبان نے بھی اسکو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے، (یعنی ثقہ ہے تو اس کتاب میں ذکر کیا ہے)

1039 سائب بن مالك والد عطاء بن السائب... حدثنا عبد الرحمن يعقوب بن إسحاق الهروى فيما كتب إلى قال نا عثمان بن سعيد قال سألت يحيى بن معين عن السائب بن مالك فقال ثقة.

سائب ابن مالک، عطاء ابن السائب کا باپ ہے۔۔۔ عثمان ابن سعید نے کہا ہے کہ: میں نے یحیي ابن معین سے سائب ابن مالک کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا:

وہ ثقہ ہے۔

(ابن أبي حاتم الرازي التميمي، ابو محمد عبد الرحمن بن أبي حاتم محمد بن إدريس (متوفی 327 ه)، الجرح والتعديل، ج 4، ص 242، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الأولى، 1271 ه 1952 م.)

مزّی نے کتاب
تہذیب الکمال میں لکھا ہے کہ

2173 - بخ 4: السائب بن مالك..... قال أحمد بن عَبد الله العِجْلِيّ: كوفي، تابعي، ثقة. وذكره ابنُ حِبَّان في كتاب "الثقات.

احمد ابن عبد اللہ عجلی نے کہا ہے کہ: سائب اہل کوفہ، تابعی اور ثقہ ہے اور ابن حبان نے اسکو اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

(المزي، ابو الحجاج يوسف بن الزكي عبد الرحمن (متوفی 742 ه)، تهذيب الكمال، ج 1، ص 192، تحقيق: د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الأولى، 1400 ه 1980 م.)

رفاعة ابن شداد

رفاعہ ابن شداد وہ ہے کہ جس نے کوفہ سے امام حسین علیہ السلام کو کوفہ آنے کی دعوت دینے کے لیے خط لکھا تھا۔ وہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے خاص شیعوں میں سے تھا کہ جس نے واقعہ

عاشورا کے بعد سلیمان ابن صرد خزاعی اور اسکے ساتھیوں (گروہ توابین) کے ساتھ مل کر ابن زیاد سے جنگ کی تھی۔

توابین کی شکست جناب مختار ثقفی کے بارے میں چار سوالات کے جوابات

سوال اول

کیا مختار ایک عالم تھا یا ایک بہادر جنگجو اور محب اہل بیت تھا؟ کیا وہ علم کے اس مرتبے پر فائز تھا کہ اپنی طرف سے فتوا صادر کر سکے؟

جواب:

مختار کے شجاع، ماہر جنگجو ہونے اور اسکے اہل بیت علیہم السلام سے محبت کرنے کے بارے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے اور شیعہ علماء نے بھی مختار کے بارے میں اس بات کو ذکر کیا ہے اور شیعہ کتب میں اسکی مدح و تعریف میں روایات ذکر ہوئی ہیں اور بعض روایات میں واضح طور پر اسکو برا بھلا کہنے سے منع کیا گیا ہے۔

بعض روایات میں نقل ہوا ہے کہ وہ روایات کو امیر المومنین علی علیہ السلام کے بیٹے محمد ابن حنفیہ سے لیا کرتا تھا۔

ابن نما ی حلی نے اس بارے میں لکھا ہے کہ:

وولى على عليه السلام عمه على المدائن عاملا والمختار معه، فلما ولى المغيرة بن شعبة الكوفة من قبل معاوية -لعنه الله- رحل المختار إلى المدينة ، وكان يجالس محمد بن الحنفية ويأخذ عنه الأحاديث.

علی علیہ السلام نے مدائن میں مختار کے چچا کو اپنے والی وحاکم کے طور پر بھیجا اور مختار بھی اسکے ساتھ تھا، جب مغیرہ ابن شعبہ، معاویہ کی جانب سے کوفہ کا حاکم بنا تو مختار مدینہ چلا گیا اور وہ محمد ابن حنفیہ کے پاس آتا جاتا تھا اور وہ اس سے احادیث کو پڑھا اور لیا کرتا تھا۔

(ابن نما الحلی ،جعفر بن محمد بن جعفر بن ہبۃ اللہ (متوفی 645ھ)،
ذوب النضار فی شرح الثار، ص67، الطبعۃ الاولی 1416)

عالم علم رجال جناب نمازی شاہرودی نے مختار کو اپنے زمانے کا ایک فصیح وبلیغ شخص قرار دیا ہے اور اس نے اپنی کتاب میں اس سے خطبے اور بعض کلمات کو ذکر کیا ہے کہ جو ظاہر کرتے ہیں کہ مختار ایک فصیح وبلیغ انسان تھا:

ومن الفصحاء البلغاء المختار بن أبي عبيدة الثقفي ،له كلمات فصيحة . ومنها قوله عند خروجه : والذي أنزل القرآن ، وبين الفرقان ، وشرع الأديان ، وكره العصيان ، لأقتلن العصاة من أزد عمان ، ومذحج وهمدان ، ونهد وخولان ، وبكر وهران ، وثعل ونبهان ،

وقبائل قیس عیلان، غضبا لابن بنت نبی الرحمن....

فصحاء میں سے ایک فصیح مختار ابن ابی عبیدہ ثقفی ہے کہ اس سے فصیح کلمات نقل ہوئے ہیں، اس کے بعض فصیح کلمات وہ ہیں کہ جو اس نے اپنے خروج کے وقت بولے تھے:

اس خدا کی قسم کہ جس نے قرآن کو نازل کیا ہے، فرقان کو بیان کیا اور ادیان کو شرعی حثیت عطا کی اور معصیت کو برا شمار کیا، بے شک میں قبیلہ ازد، عمان، مذحج، ہمدان، نہد، خولان، بکر، ہران، ثعل، ،بنہان اور قبایل قیس عیلان کے گناہ گار افراد کو قتل کروں گا کیونکہ میں نے ان پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے کی خاطر غضب کیا ہے۔

(النمازی الشاہرودی، الشیخ علی (متوفی 1405ھ)، مستدرک سفینۃ البحار، ج8، ص208،
تحقیق وتصحیح: الشیخ حسن بن علی النمازی)

اس عبارت کے مطابق واضح ہوا کہ مختار ایک فصیح وبلیغ عالم تھا اور احادیث کو پڑھنے اور سمجھنے میں جناب محمد ابن حنفیہ کا شاگرد تھا، اب یہ کہ وہ فتوا بھی دیتا تھا یا نہیں، اس بارے میں کتب میں کوئی بات ذکر نہیں ہوئی ہے۔

شیعہ علماء کی نظر میں مختار ایک بلند مقام اور محب اہل بیت علیہم السلام انسان تھا اور اسکا قیام برحق اور امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں سے انتقام لینے کے لیے تھا۔

جعفر ابن نمای حلّی نے مختار کے بارے میں کہا ہے کہ

مختار مجاہدین میں سے تھا کہ جنکی خداوند نے قرآن میں مدح کی ہے اور اسکے لیے امام سجاد علیہ السلام کا دعا کرنا، اس بات کی دلیل ہے کہ ان حضرت کے نزدیک مختار کا کیا مقام و مرتبہ تھا اور اہل بیت کے دشمنوں نے مختار کی مذمت کے بارے میں غلط اور جھوٹی روایات گھڑی ہیں:

إعلم أن كثيرا من العلماء ... ولو تدبروا أقوال الأئمة فى مدح المختار لعلموا أنه من السابقين المجاهدين الذين مدحهم الله تعالى جل جلاله فى كتابه المبين ، ودعاء زين العابدين عليه السلام للمختار دليل واضح ، وبرهان لائح ، على أنه عنده من المصطفين الأخيار ، ولو كان على غير الطريقة المشكورة ، ويعلم أنه مخالف له فى اعتقاده لما كان يدعو له دعاء لا يستجاب ، ويقول فيه قولا لا يستطاب ، وكان دعاؤه عليه السلام له عبثا ، والامام منزه عن ذلك ، وقد أسلفنا من أقوال الأئمة فى مطاوى الكتاب تكرار مدحهم له ، ونهيهم عن ذمه ما فيه غنية لذوى الابصار ، وبغية لذوى الاعتبار ، وإنما أعداؤه عملوا له مثالب ليباعدوه من قلوب الشيعة ، كما عمل أعداء أمير المؤمنين عليه السلام له مساوى ، وهلك بها كثير ممن حاد من محبته ، وحال عن طاعته ،

فالولی له علیه السلام لم تغیره الأوهام، ولا باحته تلك الأحلام، بل كشفت له عن فضله المكنون وعلمه المصون. فعمل فی قضیة المختار ما عمل مع أبی الأئمة الأطهار.. إلخ.

بہت سے علماء کوتوفیق نصیب نہیں ہوئی۔۔۔۔۔

اوراگروہ مختار کے بارے میں آئمہ کے کلام میں غورکرتے تو جان لیتے کہ مختار مجاہدین میں سے تھا کہ جنکی خداوند نے قرآن میں مدح کی ہے اوراسکے لیے امام سجاد علیہ السلام کا دعا کرنا، اس بات کی دلیل ہے کہ ان حضرت کے نزدیک مختار ایک خاص بندہ تھا، اوراگروہ (مختار) غلط راستے پر ہوتا اوراگر ان حضرت کوعلم ہوتا کہ اسکے اعتقادات ہمارے اعتقادات سے مخالف ہیں تو وہ حضرت مختار کے لیے دعا ہی نہیں کرتے کہ جو قبول ہو اوراس صورت میں ان حضرت کا اسکے لیے دعا کرنا، ایک فالتو اور بیہودہ کام ہوتا، حالانکہ ایک حکیم امام فالتو و لغو کاموں سے منزہ و پاک ہوتا ہے۔

ہم نے آئمہ کے کلام کو، کتاب کے مختلف مقامات پر مختار کی مدح وتعریف میں اوراسکی مذمت کرنے سے منع کرنے کے بارے میں، بیان کیا ہے۔

مختار کے دشمنوں نے اسکے لیے ایسی غلط باتیں ذکر کیں ہیں تاکہ اسکو شیعوں کے دلوں سے دورکردیں، جسطرح کہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے دشمنوں نے بھی انکے بارے میں ایسا ہی کیا تھا، اسی جعلی وجھوٹی باتوں کی وجہ سے ان حضرت کے بہت سے محبین ہلاکت کا شکار ہوگئے اورانکی اطاعت کرنے سے دورہوگئے، لیکن ان حضرت کے سچے ولایت مدار افراد اسطرح کی غلط تہمتوں سے بالکل تبدیل نہ ہوئے اوروہ اسطرح کی غلط باتوں سے اخلاص کے راستے سے دورنہ ہوئے، مختار کے ساتھ بھی انھوں نے وہی کچھ کیا کہ جو انھوں نے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ انجام دیا تھا۔

(الحلی، المعروف بابن نما الحلی من اعلام القرن السابع، ذوب النضار، ص 146،
تحقیق: فارس حسون کریم، سال چاپ: شوال المکرم 1416)

سوال دوم

کیا یہ دو روایت سند کے لحاظ سے صحیح و معتبر ہیں؟

1- عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ لِي: يَجُوزُ النَّبِي(ص) الصِّرَاطَ يَتْلُوهُ عَلِي وَ يَتْلُو عَلِياً الْحَسَنُ وَ يَتْلُو الْحَسَنَ الْحُسَينُ فَإِذَا تَوَسَّطُوهُ نَادَى الْمُخْتَارُ الْحُسَينَ(ع) :يا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنِّي طَلَبْتُ بِثَارِكَ فَيقُولُ النَّبِي(ص) لِلْحُسَينِ(ع) :أَجِبْهُ، فَينْقَضُّ الْحُسَينُ(ع) فِي النَّارِ كَأَنَّهُ عُقَابٌ كَاسِرٌ فَيخْرِجُ الْمُخْتَارَ حُمَمَةً وَلَوْ شُقَّ عَنْ قَلْبِهِ لَوُجِدَ حُبُّهُمَا فِي قَلْبِهِ.

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ:
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پل صراط سے گزریں گے، حضرت علی اور امام حسن علیہم السلام بھی انکے پیچھے ہوں گے اور پھر جب امام حسین علیہ السلام پل صراط کے درمیان پہنچیں گے تو مختار (کہ جو عذاب دوزخ میں ہوگا) ندا دے کر کہے گا: یا ابا عبد اللہ!
میں آپکے خون کا انتقام لینے والا ہوں، یہ سن کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے:

اے حسین!

اسکی بات کا جواب دیں، پھر امام حسین علیہ السلام عقاب کی سی تیزی سے مختار کو دوزخ سے نجات دیں گے اور اگر مختار کے دل کو کھول کر دیکھا جائے تو شاید اسکے دل میں ان دونوں (ابوبکر و عمر) کے لیے محبت موجود ہو۔

2. دوسری روایت بھی تقریبا اسی معنی و مضمون پر مشتمل ہے کہ جو امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے کہ اس روایت کے آخر میں راوی امام سے سوال کرتا ہے کہ:

مختار اتنی خدمات انجام دینے کے باوجود بھی کیوں عذاب جہنم میں مبتلا ہے؟

امام جواب میں فرمائیں گے کہ:

کیونکہ اسکے دل میں ان دو خلفاء کی محبت موجود تھی، پھر امام قسم کھا کر فرمائیں گے کہ اگر جبرائیل اور میکائیل کے دل میں بھی ان دو کے لیے ذرہ بھر بھی محبت موجود ہوتی تو خداوندان دونوں کو بھی منہ کے بل آتش جہنم میں ڈال دیتے۔

اور کیا مختار کی دوسرے خلیفہ (عمر) کے ساتھ کوئی نسبت تھی؟

جواب:

اولا: یہ دونوں روایات سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں اور نتیجے کے طور پر قابل اعتماد و استناد بھی نہیں ہوں گی۔

مرحوم آیت اللہ خوئی نے نقل روایات کے بعد لکھا ہے کہ:

أقول: الروايتان ضعيفتان، أما رواية التهذيب فبالارسال أولا، وبأمية بن علي القيسي ثانيا.....

ہر دو روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں، اولا: کتاب تہذیب کی روایت مرسل

ہے اور ثانیا: امیۃ ابن علی قیسی (دوسری روایت میں) ضعیف ہے۔

(الموسوی الخوئی، السید أبوالقاسم (متوفی 1411ھ)، معجم رجال الحدیث وتفصیل طبقات الرواۃ، ج19، ص108)

ثانیا: مختار ابن ابی عبید کی عمر ابن خطاب سے کسی قسم کی کوئی نسبت اور تعلق نہیں تھا، بلکہ عبداللہ ابن عمر، مختار کا داماد (بہن کا شوہر) تھا۔

یہ بات بہت سی کتب میں نقل ہوئی ہے:

جیسے ابن اثیر جزری نے کتاب أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ میں لکھا ہے کہ:

أبو عُبَيد بن مسعود بن عَمْرو ابن عُمَير بن عَوف بن عُقْدَة بن غِيَرَة بن عوف ابن ثقيفٍ الثَّقَفِي . والد المختار بن أبي عبيد، ووالد صَفِيّة امرأة عبد الله بن عُمَر،

ابوعبید ابن مسعود ابن عمرو.... والد مختار ابن ابی عبید اور والد صفیہ زوجہ عبداللہ ابن عمر ہے۔

(ابن أثیر الجزری، عزالدین بن الأثیر أبی الحسن علی بن محمد (متوفی 630ھ)، أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ج6، ص217، ناشر: دار إحیاء التراث العربی بیروت)

اسی وجہ سے مختار کی بہن نے اپنے شوہر عبداللہ ابن عمر سے چاہا کہ وہ یزید سے بات کرے تا کہ وہ مختار کو زندان سے آزاد کر دے۔

ابن ابی الحدید نے مختارؒ کے زندان سے آزاد ہونے کے بارے میں لکھا ہے کہ

وذاك أن أخته كانت تحت عبد الله بن عمر بن الخطاب، فسألت بعلها أن يشفع فيه إلى يزيد فشفع، فأمضى شفاعته، و كتب بتخلية سبيل المختار على البريد، فوافى البريد وقد أخرج ليضرب عنقه، فأطلق.

مختار کے زندان سے آزاد ہونے کا سبب یہ ہے کہ اسکی بہن زوجہ عبداللہ ابن عمر تھی، اس نے اپنے شوہر سے کہا کہ مختار کے بارے میں یزید سے بات کرے اور یزید نے بھی اسکی بات مان لی اور اپنے قاصد کے ہاتھ ایک خط مختار کی آزادی کے بارے میں بھیجا اور جب مختار کی گردن کاٹنے کے لیے اسے زندان سے باہر لایا گیا تھا تو قاصد نے اسی وقت خط کو عبیداللہ ابن زیاد کو دیا، اس نے خط پڑھنے کے بعد مختار کو آزاد کر دیا۔

(ابن أبي الحديد المدائني المعتزلي، (متوفی 655ھ)، شرح نہج البلاغة، ج2، ص171، تحقیق محمد عبدالكريم النمري، ناشر: دار الكتب العلمية، بیروت، لبنان)

سوال سوم

کیا یہ تاریخی روایت صحیح ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام شہر مدائن میں موجود تھے تو مختار انکو معاویہ کے قبضے میں دے کر عراق کی حکومت لینا چاہتا تھا؟

جواب:

یہ روایت سند کے لحاظ سے ضعیف ہے، آیت اللہ العظمی خوئی اور علامہ مامقانی نے بھی اس روایت کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔

سوال چہارم

مختار ثقفیؒ روز عاشورا کہاں تھے؟

مختار کی شخصیت کے بارے میں ایک مہم سوال جو ہمیشہ سے ہوتا آرہا ہے، وہ یہ ہے کہ مختار نے قیام عاشورا میں امام حسین علیہ السلام کی کیوں مدد نہیں کی تھی، لیکن بعد میں ان حضرت کے قاتلوں سے انتقام لیا تھا؟

جواب:

تاریخی اعتبار سے اور شیخ مفید و طبری نے صراحت سے لکھا ہے کہ:

جناب مسلم سفیر امام حسین علیہ السلام کوفہ میں آنے کے بعد سیدھے مختار کے گھر گئے تو مختار نے انکا بہت احترام کیا اور رسمی طور پر انکی حمایت اور ساتھ دینے کا اعلان بھی کیا۔

(الارشاد، ص205؛ تاریخ طبری، ج5، ص355)

بلاذری نے لکھا ہے کہ: مسلم مختار کے گھر آئے تھے۔

(انساب الاشراف، ج6، ص376.)

لیکن ابن زیاد کے مکارانہ طور پر بھیس بدل کر کوفہ میں آنے سے کوفہ کے حالات ایک دم سے بدل گئے، اسی وجہ سے جناب مسلم مختار کے گھر سے نکل کر جناب ہانی ابن عروہ کے گھر آ گئے۔

مختار جناب مسلمؑ کے کوفہ میں آنے کے بعد آرام سے نہ بیٹھا اور وہ جناب مسلمؑ کی بیعت کر کے کوفہ کے اطراف کے علاقے خطرنیہ چلا گیا اور وہاں جا کر جناب مسلمؑ کے لیے افراد کو بیعت کے لیے جمع کرنے لگا، لیکن اچانک کوفہ کے حالات تبدیل ہونے کے بعد اور اہل کوفہ کے ابن زیاد کے سامنے تسلیم ہونے کے بعد، مختار دوبارہ کوفہ واپس پلٹ آیا۔

ابن زیاد نے حکم دیا کہ امام حسین علیہ السلام کو کوفہ میں آنے کی دعوت دینے والے اور مختار کی حمایت کرنے والے سب میری بیعت کریں، ورنہ سب کو قید کے پھانسی دے دی جائے گی۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ:

مسلم اور ہانی کی گرفتاری کے وقت مختار کوفہ میں نہیں تھا اور وہ لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لیے کوفہ سے باہر گیا ہوا تھا اور جب اس نے جناب مسلم کے اسیر ہونے کی خبر سنی تو اپنے چند افراد کے ساتھ کوفہ واپس آیا۔

شہر میں داخل ہوتے وقت مختار اور اسکے ساتھیوں کا ابن زیاد کے مسلح افراد کے ساتھ سامنا ہوا اور لفظی گفتگو کے بعد انکے درمیان لڑائی شروع ہو گئی کہ جس میں اس مسلح گروہ کا سالار قتل ہو گیا اور پھر مختار نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہاں سے ادھر ادھر بھاگ

جائیں، اسکے بعد دیکھیں گے کہ صورتحال کیا بنتی ہے۔

(کامل ابن اثیر، ج4، ص169.)

ابن زیاد کوفہ کے حالات پر قابو پانے اور جناب مسلم و ہانی کو شہید کرنے کے بعد، شدت سے مختار کی تلاش میں تھا اور اس نے مختار کو گرفتار کرنے پر انعام بھی مقرر کیا ہوا تھا۔

(تاریخ طبری، ج5، ص381؛ کامل ابن اثیر، ج4، ص36.)

ابن زیاد ملعون کا جناب مختار کو گرفتار کرنا

ہانی ابن جبہ نامی مختار کا ایک قریبی دوست عمرو ابن حریث کے پاس گیا اور مختار کے مخفی ہونے کی جگہ کا اسکو بتا دیا۔ عمرو نے اس شخص سے کہا کہ مختار سے کہو کہ ہوشیار رہے کہ ہم اسکے پیچھے ہیں اور وہ خطرے میں ہے۔

مختار عمرو ابن حریث کی حمایت کی وجہ سے ابن زیاد کے پاس گیا۔

ابن زیاد کی نگاہ جب مختار پر پڑی تو اس نے چیخ کر کہا تم وہی ہو جس نے ابن عقیل کی مدد کی تھی؟

مختار نے قسم کھا کر کہا میں شہر کوفہ میں نہیں تھا اور کل رات بھی عمرو ابن حریث کے پاس تھا۔

(مقتل الحسین (ع)، ابی مخنف، ص268-270.)

ابن زیاد بہت غصے میں تھا، اس نے اسی حالت میں زور سے اپنی عصا کو مختار کی صورت پر دے مارا کہ جس سے اسکی ایک آنکھ شدید زخمی ہوگئی۔

عمرو کھڑا ہوگیا اور اس نے مختار کی حمایت کرتے ہوئے گواہی دی کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

یہ سن کر ابن زیاد کو آرام آگیا اور کہا:

اگر عمرو تمہاری حمایت میں گواہی نہ دیتا تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا اور پھر اسکے حکم کے مطابق مختار کو زندان میں ڈال دیا گیا۔

مختار واقعہ عاشورا اور امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے وقت تک ابن زیاد کے زندان میں تھا۔

(انساب الاشراف، ج6،ص376-377

کامل ابن اثیر، ج4،ص116

مقتل ابی مخنف،ص271

البدایۃ والنہایۃ، ج8،ص249)

پس اس تفصیل کی روشنی میں واضح ہوگیا کہ

قیام امام حسین علیہ السلام اور واقعہ کربلا کے وقت مختار کے زندان میں ہونے اور شہر کوفہ کے حالات ہی ایسے تھے کہ وہ امام حسین علیہ السلام کے قیام میں شریک ہی نہیں ہوسکتا تھا، نہ کہ وہ شریک ہی نہیں ہوا تھا۔

جناب مختار کا مزار اور زیارت نامہ

شہر کوفہ میں مختار کا مزار زمانہ قدیم سے متبرک مقامات میں شمار ہوتا تھا۔
قبر مختار حضرت مسلم ابن عقیلؑ کے صحن میں کوفہ کی مسجد اعظم میں ہے۔

(تنزیہ المختار، ص1314)

علامہ امینی نے شہید ثانی کی کتاب مزار سے جناب مختار کے لیے ایک زیارت نامہ نقل کیا ہے اور اس زیارت نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر مختار زمانہ قدیم سے ہی شیعوں کی توجہ کا مرکز تھی اور ابن بطوطہ نے بھی اپنے سفر نامے میں اسی بات کا ذکر کیا ہے۔

(رحلہ، ابن بطوطہ، ص232.)

علامہ مجلسیؒ نے جناب مختارؒ کی شخصیت کے بارے میں لکھا ہے کہ

مختار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کے فضائل بیان کیا کرتا تھا اور حتی امیر المومنین علی، امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کے فضائل کو لوگوں میں پھیلایا کرتا تھا اور مختار کا عقیدہ تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان ہی امامت اور حکومت کے لیے سب سے زیادہ مناسب ہے اور وہ اہل بیت علیہم السلام پر ہونے والے مظالم اور مصائب کے بارے میں ہمیشہ غم و غصے

کی حالت میں رہتا تھا۔

(بحارالانوار، ج45،ص352.)

جناب مختار کا سارا خاندان ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت علیہم السلام کا عاشق اور مخلص خاندان تھا۔

حضرت مختارؒ کا صحیح عقیدہ

امام سجاد علیہ السلام نے خدا سے مختارؒ کے کام کے بدلے میں ان کے لئے جزائے خیر کی دعا کی ہے۔

(رجال کشی، صفحہ 127)

امام محمد باقر علیہ السلام نے مختار کے بیٹے ابوالحکم سے جب ملاقات کی تو اس کی عزت واحترام کے بعد مختار کی بھی تعریف وتمجید کی اور فرمایا:

تمہارے والد پر خدا کی رحمت نازل ہو۔

(تنقیح المقال، عامقانی جلد3 صفحہ 1245)

آیت اللہ عبد اللہ مامقانی نے

امام سجاد اور امام محمد باقر علیہما السلام

کی مختارؒ پر اللہ کی رحمت نازل ہونے کی دعا کو

مختارؒ کے عقیدے کی رحت پر دلیل قرار دیا ہے اور

فرماتے ہیں کہ

آئمہ علیہما السلام کی رضائیت اور خوشنودی خدا کی رضایت اور خوشنودی کے تابع ہے۔

پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیدے کے لحاظ سے منحرف نہیں تھے اسی وجہ سے وہ آئمہ کی خوشنودی اور رضایت کے مستحق ٹھہرے ہیں۔

(تنقیح المقال، حامقانی، جلد 3 صفحہ 205)

حضرت مختارؒ آئمہ کی نظر میں

امیر المومنین علی علیہ السلام

مقدس اردبیلیؒ "حدیقۃ الشیعہ، صفحہ ۴۰۵" پر نقل کرتے ہیں کہ

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

بہت جلد میرے بیٹے حسینؑ کو قتل کیا جائے گا لیکن زیادہ دیر نہیں ہوگی کہ قبیلہ ثقیف سے ایک نوجوان قیام کرے گا اور ان ستمگروں سے بدلہ لے گا۔

امام زین العابدین علیہ السلام

جب مختارؒ نے ابن زیاد اور عمر سعد کا سر امامؑ کے پاس بھیجا تو آپؑ سجدے میں گر گئے اور سجدہ شکر میں خدا کی اس طرح حمد کی:

"تمام تعریف ہے اس خدا کی جس نے ہمارے دشمنوں سے ہمارا انتقام لیا، خدا مختارؒ کو جزائے خیر دے"

(رجال کشی، صفحہ ۱۲۷)

امام باقر علیہ السلام کے صحابی "سُدید" کہتے ہیں کہ

امام باقر علیہ السلام نے حضرت مختارؒ کے بارے میں فرمایا:

"مختار کو بُرا مت کہو کیونکہ انہوں نے ہمارے قاتلوں کو قتل کیا اور ہم اہل بیتؑ کے خون کا انتقام لیا اور ہماری بیٹیوں کا عقد کروایا اور مشکل دور میں ہمارے درمیان مال تقسیم کیا۔"

(بحار الانوار، جلد ۴۵، صفحہ ۳۴۳)

(رجال کشی، صفحہ ۱۲۵، ح ۱۹۷)

کوفہ کے کچھ لوگ امام سجادؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امامؑ سے مختارؒ کے قیام کے متعلق سوال کیا تو امامؑ نے انہیں حضرت محمد بن حنفیہ کی طرف بھیجا اور فرمایا:

اے میرے چچا! اگر کوئی سیاہ فام غلام بھی ہم اہل بیتؑ کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرے تو لوگوں پر واجب ہے کہ اس کی ہر ممکن حمایت کریں۔

اس بارے میں جو کچھ مصلحت جانتے ہوں انجام دیں، میں اس کام میں آپ کو اپنا نمائندہ قرار دیتا ہوں۔

بحارالانوار، جلد ۴۵، صفحہ ۳۶۵

ریاض الابرار، جلد ۱، صفحہ ۲۹۸

امام محمد باقر علیہ السلام نے حضرت مختارؒ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

کیا مختار کے علاوہ کوئی اور تھا جس نے ہمارے برباد گھروں کو پھر سے آباد کیا؟

کیا وہ ہمارے قاتلوں کا قاتل نہیں ہے؟

خدا اس پر رحمت کرے، خدا کی قسم میرے بابا نے مجھے بتایا کہ جب بھی مختار، فاطمہ بنت علی علیہا السلام کے گھر داخل ہوتے تھے آپؑ ان کا احترام کرتی تھیں، مختار کے لئے فرش بچھاتیں اور تکیہ لگاتیں۔ مختار بیٹھتے تو آپ کی بات سُنتی تھیں۔

رجال کشی صفحہ ۱۲۵

الرجال الحدیث جلد ۱۸ صفحہ ۹۵

بحارالانوار، جلد ۴۵، صفحہ ۳۴۴

جامع الرواۃ وازاحۃ شتباھات، جلد ۲، صفحہ ۲۲۰

معجم الرجال الحدیث، جلد ۱۸، صفحہ ۹۵

تنقیح المقال، مامقانی، جلد ۲ صفحہ ۲۰۵

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

وَمَا عَلَیْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

☆☆☆☆☆